قاری رشید احمد تھانوی☆

رسمِ عثمانی اور پاکستانی مصاحف کی صورتِ حال

جامعہ لاہور الاسلامیہ سے منسلک ادارہ مجلس التحقیق الاسلامی کے آرگن ماہنامہ 'محدث' میں گذشتہ مہینوں میں 'علم قراءات' پر عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت امام القراء الشیخ عبدالفتاح القاضی ؒ کی گراں مایہ تصنیف تاریخ المصحف الشّریف کا اُردو ترجمہ چار قسطوں میں پیش کیا جا چکا ہے۔ فاضل مؤلف ؒ نے اپنی کتاب میں طباعتِ مصحف کے حوالے سے معیاری مصحف کی تیاری کے ضمن میں مختلف ممالک میں کی گئی کاوشوں کا ایک جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مملکتِ خداداد پاکستان میں بھی اہل فن مختلف اَدوار میں کوشش فرماتے رہے ہیں۔ شیخ القراء جناب قاری اَحمد میاں تھانوی ؒ، جو کہ محکمہ اَوقاف کے تحت لجنة تصحیح المصاحف کے رکن بھی ہیں، نے اس اہم ضرورت کا احساس کرتے ہوئے محکمہ اَوقاف کے زیر اہتمام داتا دربار کمپلیکس میں مطبوع مصاحف کے ضمن میں رسم وضبط کی غلطیوں سے آگاہی اور تدارک کے حوالے سے ایک علمی سیمینار کا انعقاد فرمایا، جس میں قرآن کریم کی طباعت سے تعلق رکھنے والے متعدد اداروں کو بھی مدعو کیا۔ متعدد علمی شخصیات نے اس سیمینار میں موضوع کی مناسبت سے مختلف موضوعات پر مقالہ جات پیش فرمائے۔ جناب قاری اَحمد میاں تھانوی ؒ کی طرف سے کلّیة القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے بعض متعلقین کو بھی ۲۰ر متعدد روایات کی طباعت کے عالمی مشروع ''جمع کتابی'' سے منسلک ہونے کے حوالے اس علمی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

موضوع کی نزاکت واہمیت کی غرض سے اس پروگرام میں پیش کردہ بعض تحقیقی مقالات کو ہم ہدیۂ قارئین کررہے ہیں۔ سیمینار کے ذمہ داران کے مشورہ کے مطابق اِشاعت کے لیے تین مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے۔ فی الحال استاذ القراء جناب قاری محمد ادریس العاصم ؒ اور قاری اَحمد میاں تھانوی ؒ کے فرزند اَرجمند قاری رشید احمد تھانوی ؒ کے مفید مقالہ جات کو ہم اس شمارہ کی زینت بنا رہے ہیں، جبکہ اس حوالے سے ڈاکٹر محمود الحسن عارف ؒ کے قیمتی مقالہ کو رشد' قراءات نمبر' (حصہ دوم) میں شامل اِشاعت کردیا جائے گا۔ [اِدارہ]

قرآن مجید سات حرفوں یعنی سات نوعیتوں والی مختلف قراءات کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اس وجہ سے اُمتِ مسلمہ کا یہ حق بھی ہے اور فرض بھی کہ وہ قرآنِ مجید کو ان متواتر قراءات کے ساتھ اور اسی لب ولہجہ میں سیکھے اور محفوظ رکھے جس میں آپ ﷺ نے براہ راست صحابہ کرام ؓ کو سکھایا تھا۔ اِرشادِ نبوی ﷺ ہے:

«إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُ وا مَا تَيَسَّرَ» [صحیح البخاري:۲۴۴۱]

☆ استاذ القراءات، دار العلوم الاسلامیہ، کامران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔ فاضل مقالہ نگار نے 'تفسیر قرآن حکیم پر اختلاف قراءات کے اثرات کا ایک جائزہ' کے عنوان سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم فل کی ڈگری لی ہے۔

''بے شک یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے، تو ان میں سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللهِ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَقْرَءُوا كَمَا عُلِّمْتُمْ فَاقْرَءُوا كَمَا عُلِّمْتُمْ [مُسند أحمد:٧٩١]

''رسول کریم ﷺ حکم دیتے ہیں کہ ایسے پڑھو جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے، تو جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے ویسے ہی پڑھو۔''

رسول اللہ ﷺ نے قرآن حکیم کی زبانی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کی تحریری حفاظت کا بھی مکمل اور بھرپور اہتمام فرمایا۔ چنانچہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ ﷺ اس کو اسی طرح کاتبین وحی، جن کی کل تعداد خلفائے اربعہ سمیت چالیس سے زیادہ ہے، سے لکھواتے اور تفصیل بھی بتلاتے کہ اس کو کس طرح اور کہاں لکھا جائے۔ لہٰذا یہ آیات پتھر، ہڈی، چمڑا یا کاغذ وغیرہ پر لکھ لی جاتی تھیں بعد میں ان کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق یہ جمع تین دفعہ ہوئی ہے:

① عہد نبوی میں ② عہد صدیقی میں ③ عہد عثمانی میں

آج کے زمانہ میں قرآنِ حکیم اُمت محمدیہ کے پاس دو شکلوں میں محفوظ ہے:

نمبر ❶ حفاظ کے سینوں میں ملفوظ (تلاوت)

نمبر ❷ مصاحف میں مکتوب (کتابت)

تلاوت اور کتابت دونوں کو اسی خاص طریقہ کے مطابق ہونا چاہئے جس کی تعلیم نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو دی تھی۔ تلاوت کا اسی خاص طریقہ کے مطابق ہونا تو بالکل واضح بات ہے۔ البتہ کتابت کا اسی طریقہ کے مطابق ہونا آج کے دور میں اور بھی زیادہ ضروری ہوگیا ہے، اس لئے کہ آج کے زمانہ میں تلاوت کی صحت کا دار و مدار لکھے ہوئے مصاحف پر ہی ہو چکا ہے اور تلاوت کا مدار اس طرح حفظ پر نہیں رہا، جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے دور میں تھا۔ نیز لکھے ہوئے قرآن کے اَصل عربی متن کا بنیادی ماخذ (Original Source) آج کے کسی کاتب کا لکھا ہوا یا کسی ناشر کا چھاپا ہوا مصحف نہیں ہے۔ بلکہ اصل ماخذ (Original Source) تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے وہ مصاحف ہیں جن کی کتابت کاتبِ رسول ﷺ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں کی گئی تھی اور اس کتابت کی صحت پر بارہ ہزار صحابہ کا اجماع منعقد ہوا تھا۔ تاہم آج کے مصاحف اگر بالکل اسی طریقہ یا کتابت کی سو فیصد نقل ہوں، جیسا کہ اس فن کے علماء اور ماہرین نے بیان کیا ہے، تو بلاشبہ اِن مصاحف کو بھی اسی طرح اصل ماخذ (Original Source) کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ کتابتِ قرآن کے سلسلہ میں یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ خط اور رسم میں کیا فرق ہے؟

خط کی تعریف

رسم الحروف الهجائية وتصويرها بشكل جميل زاهٍ يساعد على تفسير المقصود بسهولة ويسر" [الخط العربي الإسلامي:ص٨]

''حروفِ تہجی کو اس طرح خوبصورت اور سنوار کر لکھنا کہ سہولت اور آسانی سے مقصود معلوم ہو جائے''۔

اس کو عام زبان میں فونٹ Font خطاطی یا کیلی گرافی کہا جا سکتا ہے۔

رسم کی تعریف

تصویر اللفظ بحروف هجائية بتقدير الابتداء به والوقف عليه [سمیر الطالبین: علی الضبّاع:۲۷]

''لفظ کے حروفِ تہجی کو اس طرح لکھنا کہ اس کی ابتداء اور وقف واضح ہو جائیں۔''

رسم الخط میں فرق کی مثال: مَالِكِ (میم کے بعد الف لکھا گیا ہے) مٰلِكِ (میم کے بعد الف نہیں لکھا گیا ہے، بلکہ میم پر کھڑی زبر ہے)

<u>خط میں فرق کی مثال:</u> ملک (خطِ نستعلیق)، مٰلِكِ (خطِ نسخ)، مٰلِكِ (خط دیوانی) اور ملك (خط کوفی)۔ حروف کی تعداد ایک جیسی ہے، لیکن لکھنے کا سٹائل مختلف ہے۔

<u>رسم کی دو قسمیں ہیں</u>

نمبر ❶ **رسم قیاسی:** الصّلاة (لام کے بعد الف لکھنا)

رسم قیاسی سے مراد یہ ہے کہ ایک لفظ میں جتنے حرف بولنے میں آتے ہیں کسی تبدیلی کے بغیر صرف وہی حرف لکھے جائیں، یعنی مرسوم ملفوظ کے عین مطابق ہو۔

نمبر ❷ **رسمِ عثمانی:** یعنی قرآنی کلمات کو اس مخصوص ہجاء کے مطابق لکھنا جو صحابہ کرامؓ نے اختیار کیا تھا۔

دراصل علم الرسم الفاظ کے ہجاء (spelling) سے متعلق ہے۔ یعنی کلمہ کی ابتداء کہاں سے اور انتہاء کہاں ہے؟ اس میں کتنے حرف ہیں؟ کون سے حروف لکھنے میں آئیں گے اور کون سے نہیں؟ جبکہ فن خط یا کتابت حروف کی شکل وصورت، بناوٹ اور خوبصورتی سے بحث کرتا ہے۔ عربی میں بہت سے حروف ایسے ہوتے ہیں جو لکھے تو جاتے ہیں، پڑھے نہیں جاتے۔ مثلاً:

اُولٰٓئِكَ میں واؤ لکھی ہوئی ہے، لیکن پڑھی نہیں جاتی، لام کے بعد الف لکھا ہوا نہیں، لیکن پڑھا جاتا ہے اور بہت سے حروف ایسے ہوتے ہیں جو پڑھے جاتے ہیں، لیکن لکھے نہیں ہوتے۔ مثلاً: مٰلِكِ میں میم کے بعد الف نہیں لکھا جاتا، لیکن پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح کلمہ الرَّحْمٰنُ میں الف نہیں لکھا جاتا، لیکن پڑھا جاتا ہے۔ عمر میں اگر واؤ لکھی ہوئی نہ ہو تو عُمَرُ ہے اور عمرو اگر واؤ لکھی ہوئی ہو تو (عَمْرٌ) ہے۔ واؤ سے فرق کیا جاتا ہے۔

علماء رسم کے نزدیک قرآن مجید کی کتابت میں لکھنے کا انداز یعنی خط مختلف ہونا جائز ہے، لیکن ہجاء (spelling) جو کہ رسم الخط کا موضوع ہے، اُس میں تبدیلی جائز نہیں ہے۔ مثلا مٰلِك کو (مَالِكِ) الف سے لکھنا جائز نہیں، کیونکہ اس سے ایک متواتر قراءت کا انکار لازم آتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں کتابتِ قرآن

کتابتِ قرآن کے لئے مختصر طور پر دو اَمر ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہیں:

① کتابت قرآن کے مخصوص رسم الخط یعنی 'رسم عثمانی' کے مطابق ہونا تا کہ کسی متواتر قراءت کا انکار لازم نہ آئے (اور وقف اور ابتداء صحیح ہو سکے) اس کو معلوم کرنے کے لئے اصل مصاحفِ عثمانیہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب سے بھی مدد لی جاسکتی ہے:

◉ المقنع از امام ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ

◉ الرائیة ازامام شاطبی رحمہ اللہ مع شروحات
◉ دلیل الحیران شرح مورد الظمآن از علامہ المارغنی التونسی رحمہ اللہ
◉ جامع البیان از امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ
◉ النشر فی القراءات العشر از امام جزری رحمہ اللہ
◉ مُختصر التبیین از ابوداؤد رحمہ اللہ
◉ نثر المرجان فی رسم نظم القرآن از علامہ محمد غوث بن ناصر الدین رحمہ اللہ [۷ جلدوں میں ہے]

اس کے علاوہ پاکستان وبیرون پاکستان طبع ہونے والے مستند ومعتبر مصاحف قرآنیہ بھی معاون ہوسکتے ہیں۔

② دوسرا اَمر یہ ملحوظ رکھا جائے کہ کتابت اس طرح ہو کہ الفاظ قرآنیہ درست تلاوت کئے جاسکیں۔یعنی پڑھنے والے کو مغالطہ نہ ہو اور لفظ آپس میں خلط ملط نہ ہوں۔نیز متصل کلمات کو ملا کر اور منفصل کلمات کو جدا کرکے لکھا جائے۔ موجودہ دور میں موٹی قلم کا رواج عام ہوگیا ہے اور کاتبین حضرات قلم موٹی استعمال کرتے ہوئے الفاظ کو تنگ اور قریب کردیتے ہیں تاکہ موٹی کتابت بھی کم صفحات میں مکمل ہوجائے۔حالانکہ اس کی وجہ سے عوام جوکہ صرف ناظرہ قرآن پڑھنا جانتے ہیں، بالکل غلط تلاوت کرتے رہتے ہیں۔لہٰذا موٹی قلم کے ساتھ کھلی جگہ استعمال کی جائے تاکہ الفاظ آپس میں خلط ملط نہ ہوں۔

حرکات ونقاط

یہ ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ اصل مصاحفِ عثمانیہ تو نقطوں اور حرکات سے بالکل خالی تھے۔اس کی مصلحت یہ تھی کہ لکھا ہوا مصحف تمام متواتر قراءات کو شامل رہے، لیکن بعد میں عام غیر عربی دان قرآن پڑھنے والوں کی سہولت کے لئے نقاط اور حرکات وضع کی گئی تھیں۔چنانچہ اگر حرکات برمحل اور واضح نہ ہوں تو ان کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے اور بجائے سہولت کے مزید دقت کا باعث ہوجاتا ہے، کیونکہ نقطوں، زبر، زیر، پیش، شد، مد، کھڑی حرکات وغیرہ کے بالکل قریب قریب ہونے سے علامات وحروف آپس میں خلط ملط ہوجاتے ہیں۔اس سے تو بہتر تھا کہ یہ حرکات نہ ہی لگائی جاتیں۔لہٰذا کتابت میں اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ کلمات میں مناسب فاصلہ ہو، نیز حرکات برمحل لگانا اَز حد ضروری ہے جو کہ آج کل کے بعض مصاحف میں مفقود ہے۔

<u>مختصر یہ کہ حسب ذیل چند امور پر توجہ کی جائے:</u>

① قرآن حکیم کے مخصوص رسم الخط (رسم عثمانی) کی موافقت
② امام عاصم کوفی رحمہ اللہ کی قراءت کیلئے مصحف کوفی کی مناسبت
③ فن کتابت وخطاطی کی رو سے الفاظ کی تکمیل، جوڑ، صحت وخوبصورتی وغیرہ
④ حرکات وسکنات کی صحت اور برمحل ہونا
⑤ سطروں میں آیات وکلمات قرآنیہ کی ترتیب وتنظیم
⑥ آیات کا درست شمار نمبر
⑦ رموز اَوقاف کی صحت

⑧ سورتوں کے نام، مکی/مدنی، شمار نمبر کی صحت
⑨ حاشیہ پر درج معلومات کی صحت وتوثیق
⑩ کل صفحات کی ترتیب اور صفحہ نمبر وغیرہ
⑪ تمام کلمات کی ہجاء (spelling) اسی خاص رسم الخط کے مطابق کی جائے جو کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں معیاری مصاحف میں اختیار کیا گیا تھا۔
⑫ غیر عربی دان مسلمانوں کے لئے نقطے اور زبر، زیر، پیش یا دوسری علامات وغیرہ کو بالکل برمحل اور صحیح لگایا جائے۔

اس سلسلہ میں ایک عرصہ سے یہ بات محسوس کی جا رہی ہے کہ کاتب اور پروف ریڈر حضرات کو بعض کلمات کے درست ہجاء معلوم کرنے میں یا برمحل اعراب لگانے کے طریقہ کار میں کچھ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیز اس سلسلہ میں کسی قسم کے قواعد وضوابط کا علم یا قدیم کتابوں تک رسائی بھی تمام کاتبوں یا سب پروف ریڈرز کیلئے بآسانی ممکن نہیں ہوتی۔ اس لئے محکمہ اوقاف کا ارادہ یہ ہے پروف ریڈرز کی سہولت اور پروف ریڈنگ میں پیش آنے والے خالص علمی وفنی مسائل کے حل کے لئے ایک ایسا جامع پروگرام مرتب کیا جائے کہ تمام پروف ریڈرز کے طریقہ کار میں ایک مناسب حد تک یکسانیت اور موزونیت پیدا ہو جائے۔ اور ان کے لئے اس اہم ترین کام کو بحسن وخوبی انجام دینا آسان ہو جائے۔

پاکستان میں طبع ہونے والے مصاحف میں ایک خاص بات یہ بھی ملحوظ رکھی جائے کہ پاکستان کے عوام کی اکثریت (جو کہ عربی وتجوید قراءت وغیرہ سے بالکل نابلد ہوتی ہے) کو مدنظر رکھتے ہوئے معنی ومفہوم کے اعتبار سے متصل کلمات کو بھی قریب یا ایک ہی صفحہ پر لکھا جائے تاکہ عوام کو تلاوت میں دقت نہ ہو، اور وہ لاعلمی میں اس طرح تلاوت نہ کرتے رہیں جس سے معنی بالکل فاسد ہو جاتے ہیں۔

مثلاً:

....	....
....	............یَوْمَ لَا

(اختتام صفحہ پر)

(اگلے صفحہ کی ابتداء پر)

يُخْزِي اللهُ النَّبِيَّ	....
....	....

اس طرح لکھنے سے ایک عام پڑھنے والا ہر دفعہ 'لا' پر رک جائے گا، اور پھر اگلا صفحہ کھول کر یُخزِی سے پڑھنا شروع کر دے گا۔ اس سے قرآن کی مراد اور مفہوم بالکل غلط ہو جانے کے علاوہ پڑھنے والے کو وہ حلاوت نصیب نہ ہوگی جو قرآن کا خاصہ ہے۔

یہاں یہ بات سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ مصاحفِ عثمانیہ میں الفاظ وکلمات کی کتابت میں یہ لازمی نہیں قرار دیا گیا تھا کہ ہر ہر کلمہ یا لفظ ایک ہی سطر میں مکمل کیا جائے، کیونکہ وہاں محض حفاظت مقصود تھی تلاوت کا مدار تلقي عن أفواه

المشایخ اور تعلّم پر ہی تھا، لیکن آج کے دور میں اگرچہ اُصولی طور پر تو اب بھی یہ طریقہ رائج ہے، لیکن ناظرہ تلاوت کے رجحان کی وجہ سے سیکھنے کے بعد تلاوت کامدار لکھا ہوا مصحف بن جاتا ہے۔ لہٰذا لکھائی کی خامیوں اور بے اِحتیاطیوں کی وجہ عوام کی تلاوت بہت ساری اَغلاط کا مجموعہ بن جاتی ہے۔اس کی مثال یہ ہے کہ مصاحف عثمانیہ میں تو کسی حرف پر کوئی نقطہ نہیں لگایا گیا تھا، لیکن آج اگر مثلاً 'ج' کا نقطہ نہ لگایا جائے تو یہ 'ح' ہی تصور ہوگا، 'ج' نہیں سمجھا جائے گا۔ اب اگر کوئی کہے کہ مصحف عثمانی کا اتباع یہاں بھی کیا جائے اور 'ج' کو بغیر نقطہ کے لکھا جائے تو اس سے مصحف عثمانی کا اتباع تو ہوجائے گا، لیکن عوام کو کون بتائے گا کہاں 'ح' جیم کی شکل ہے اور کہاں 'ح' حاء کی شکل ہے۔ الغرض یہ کہنا کہ مصاحف عثمانیہ میں تو کلمات یا الفاظ دوسطروں میں تقسیم شدہ بھی نظر آتے ہیں تو آج بھی اگر کلمہ اَتَّحَدِّ ثُوْنَهُمْ کو کسی نے اس طرح لکھ دیا کہ اَتُحَدِّ ایک سطر میں لکھا اور نئی سطر میں ثُونَهُمْ لکھ دیا تو غلط ہوگا۔

پاکستان میں مطبوعہ مصاحف میں چند اَغلاط

❶ اکثر مصاحف میں سطر کے آخر میں وَ کو لکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً

غلط	درست
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ	إِيَّاكَ نَعْبُدُ
إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ	وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

جبکہ یہ اُصول کے خلاف ہے، کیونکہ اس حرف واوَ کا تعلق آگے والے کلمہ سے ہے نہ کہ ماقبل سے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو کلمہ یک حرفی ہو جس طرح کہ و، ف، ب، اَ (ہمزہ استفہامیہ) ل، وغیرہ یہ جس کلمہ پر داخل ہوتے ہیں اس سے موصول یعنی ملا کر لکھے جاتے ہیں۔ نہ ان کو رسم میں جدا کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی تلفظ میں، کیونکہ ایک حرف پر تو وقف بھی جائز نہیں ہے۔ یعنی یہ حرف وقف اور وصل اسی طرح ابتداء، اعادہ وغیرہ ہر صورت میں مابعد سے ملا کر پڑھا جاتا ہے ماقبل سے ملا کر نہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے: قاری اظہار احمد رحمہ اللہ: إیضاح المقاصد:۲۸۱)

نمبر ❷: کھڑا زبر الف سے قبل لکھا جائے نہ کہ الف کے بعد، کیونکہ یہ کھڑا زبر دراصل ہمزہ محذوفة الرسم پر دلالت کرتا ہے لہٰذا اس کو اس جگہ پر لکھنا چاہئے جہاں الف یا ہمزہ بشکل الف محذوف الرسم ہے۔ جیسے: (بِا يَةِ) غلط (بِـٰايَةِ) درست ہے کیونکہ اس کلمہ میں دراصل ب کے بعد ایک ہمزہ (جھٹکے والا) ہے اور اس کے بعد ایک الف ہے یعنی بِـٰـايَةِ۔ اب اگر اس کلمہ میں ہمزہ کو بھی الف کی شکل میں لکھا جائے تو یہ کلمہ اس طرح ہوجائے گا: بِاٰايَةِ (ب، ہمزہ، الف، ی، ۃ) لیکن اس میں تماثل فی الرسم لازم آتا ہے۔ لہٰذا ایک الف کو حذف کیا گیا۔ قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کو محذوف الشکل مانا جائے، کیونکہ امام حمزہ کیلئے وقف میں تسہیل کالیاء وغیرہ تو پہلے ہی میں ہوگی، دوسرا تو ہر حال میں الف ہی پڑھا جائے گا۔ اسی طرح (اٰمَنَ غلط) (اٰمَنَ درست) کیونکہ امام ورش کیلئے مَنْ ا مَنَ میں ہمزہ نقل حرکت کے ساتھ حذف ہوگا اور الف اسی طرح باقی رہے گا، لہٰذا پہلے ہی کو محذوف الشکل مانا جائے تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔ [تفصیل کیلئے دیکھئے: المحکم از ابوعمرو دانی رحمہ اللہ: ص۱۰۰]

جبکہ باقی حروف کے بعد کھڑا زبر لکھا جائے جیسے سَلٰـمٌ غلط ہے اور سَلٰـمٌ درست ہے، کیونکہ اس کلمہ کا تلفظ سَلَامٌ ہے لہٰذا کھڑا زبر لام کے بعد لکھا جائے گا، اس لئے کہ وہ اس الف کی علامت ہے جو کہ لام کے بعد محذوف

الرسم ہے۔

۳ لفظ شَیْ ءٌ کا ہمزہ یا کے اوپر نہ بنایا جائے کیونکہ یہ غلط ہے۔ بلکہ یا سے آگے بنایا جائے۔ شَیٌٔ غلط ہے اور شَیْ ءٌ درست ہے۔

۴ لفظ شَیْـــًٔا درست اور۔ شَیْئًا غلط ہے، کیونکہ اس کلمہ میں ہمزہ محذوف الرسم ہوتا ہے، بشکل ئ نہیں ہوتا۔

۵ پارہ ۲۳ سورہ صافات آیت ۵۲ میں یقول أَئِنَّكَ لَمِنَ المصدّقین۔ اس میں أَءِ نَّكَ، یا ءَ إِنَّكَ اس طرح لکھا جائے۔ چند مصاحف میں غلط چھپا ہوا ہے۔ [نثر المرجان: ۲۳/۶]

۶ پارہ ۲۱ سورۃ السجدۃ آیت ۱۰ میں بِلِقَائِ غلط اور بِلِقَاءِ درست ہے۔ بعض مصاحف میں غلط چھپا ہوا ہے۔ [نثر المرجان: ۳۵۲/۵] جب کہ سورۃ الروم میں دونوں جگہ بِلِقَایِ (ہمزہ بشکل ی) درست ہے۔

۷ تنوین سے پیدا ہونے والے نون کو پچھلے کلمہ سے ملا کر لکھا جائے نہ کہ آگے والے کلمہ سے، کیونکہ اس کا تعلق ماقبل سے ہے مابعد سے نہیں۔ مثلاً: جَمِیْعَا نِالَّذِیْ غلط ہے جبکہ جَمِیْعَـانِ الَّذِیْ درست ہے۔

۸ ایسا کلمہ جس کے آخری حرف کا آگے والے کلمہ کے پہلے حرف میں ادغام ہوا ہو یا وہ ملا کر پڑھے جاتے ہوں تو ان دونوں کلموں کو ایک ساتھ لکھا جائے۔ مثلاً: مَنْ یَّقُوْلُ میں مَنْ کو سطر کے آخر میں یا صفحہ کے آخر میں اور یَّقُوْلُ کو دوسری سطر یا دوسرے صفحہ کے شروع پر نہ لکھا جائے۔ ناظرہ پڑھنے کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ آیت ختمی مصاحف کو فروغ دیا جائے تاکہ یہ مسئلہ پیدا نہ ہو۔ البتہ حفظ کے لئے پندرہ سطری یا آیت ختمی مصاحف کے استعمال کی وجہ سے حفاظ کو متشابہ لگنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، کیونکہ تمام صفحات کی ابتداء اور انتہاء یکساں ہوتی ہے۔

۹ وہ کلمات جو درحقیقت متصل ہیں ان کو متصل اور قریب ہی لکھا جائے۔ مثلاً لِیُدْحِضُوْا ایک ہی کلمہ ہے اس کو لِیُدْ حِضُوْا لکھنا مغالطہ پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح یَسْـَٔـلْكُمُوْهَا کو یَسْـَٔـلْكُمُوْ هَا لکھنا مغالطہ پیدا کرتا ہے۔ اور ھا کو دوسری سطر میں لکھنا تو بالکل ہی غلط ہے۔

۱۰ وہ حروف جو پڑھنے میں نہیں آتے لیکن وہ کلمہ کے ہجاء (Spelling) میں داخل ہیں ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ مثلاً: فَاَنْسٰـهُمْ غلط ہے۔ فَاَنْسٰـهُمْ اس طرح درست ہوگا کہ سین کے بعد ی کا ایک دندانہ بنایا جائے، لیکن یہ پڑھنے میں نہیں آتی، کیونکہ اس کا الف سے ابدال ہو چکا ہے۔

۱۱ لفظ قُرْآن عربی میں اس طرح لکھنا غلط ہے۔ قُر اٰن اس طرح لکھا جائے، کیونکہ علامت مد صرف اس ہمزہ پر لگانا درست ہے، جہاں امام ورش کے لیے مد بدل کی صورت ممکن ہو، جبکہ اس لفظ میں امام ورش کے لیے مد بدل نہیں ہوتا۔ اس کلمہ میں صرف مد عارض وقفی کی ایک صورت ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے کسی بھی جگہ علامت مد نہیں لگائی جاتی، کیونکہ وہ عارضی ہوتا ہے۔ [دیکھئے: سمیر الطالبین از علی محمد الضباع ﷫: ص ۱۴۲]

البتہ اردو میں لفظ ''قرآن'' پر علامت مد کا استعمال ہو سکتا ہے، کیونکہ اردو زبان کی اصطلاح میں رائج ہے، لہٰذا درست ہے۔

۱۲ قَالُـوْٓا اٰمَنَّا (علامت مد واؤ پر ہو تو درست ہے) اس طرح کے کلمات میں علامت مد واؤ پر بنائیں، نہ کہ الف پر قَالُوْا آمَنَّا (علامت مد الف پر لگانا غلط ہے)

۱۳ حروفِ نفی مَا، لا ، لَمْ، لَنْ ،اِنْ وغیرہ کو ان کے مابعد سے متصل ہی لکھا جائے تا کہ معنی کی خرابی پیدا نہ ہو۔

۱۴ جو ہمزہ بشکل ئ ہو اس کو ی کے اوپر لکھا جائے آگے نہ لکھا جائے۔جیسے یَسْتَھْزِئ درست ۔ یَسْتَھْزِیءُ غلط ہے۔

۱۵ سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲۱ میں کلمہ لِاَنْعُمِہٖ ہاء کے نیچے کھڑی زیر لگانا غلط ہے، کیونکہ کھڑی زیر اس ہائے ضمیر کے نیچے لکھی جاتی ہے جہاں صلہ یعنی کھینچ کر پڑھا جاتا ہو،لیکن اس مقام پر صلہ کی کوئی صورت موجود نہیں ہے۔وقف میں ہاء ساکن ہوگی اور وصل میں آگے والے ہمزہ وصلی کے گرنے سے صلہ نہیں ہوگا اور یہ اکثر مصاحف میں ایک عرصہ سے غلط ہی چھپ رہا ہے۔ [تفصیل کے لئے دیکھئے: عناياتِ رحمانی از قاری فتح محمد پانی پتی رحمہ اللہ]

۱۶ سورۃ الانعام آیت نمبر ۴۶ میں بِہٖ ط اُنْظُرْ کی ہائے ضمیر میں بھی کھڑی زیر غلط ہے، کیونکہ یہاں بھی صلہ کی کوئی صورت نہیں ہے اس لئے کہ آگے ہمزہ وصلی ہے جو کہ وصل میں گر جائے گا اور صلہ نہیں ہو سکے گا۔

۱۷ سورۃ النسآء ،آیت نمبر ۱۱۲ میں کلمہ خَطِـيْـئَةً غلط اور خَطِيْـَٔـةً درست ہے، کیونکہ اس کلمہ میں ہمزہ ،ساکن کے بعد ہونے کی وجہ سے محذوف الشکل ہونا چاہئے۔[بحوالہ: نثر المرجان:۱/۲۶۲ نیز المقنع :ص ۶۷]

۱۸ ہمزہ وصلی پر حرکات لگانے یا نہ لگانے کے بارے میں بھی غور وخوض کی اشد ضرورت ہے۔پاکستانی مصاحف میں کسی جگہ ان پر حرکات لگائی گئی ہیں اور کسی جگہ نہیں لگائی گئیں۔

۱۹ انگریزی ترجمہ کے ساتھ طبع ہونے والے قرآن مجید کو دائیں طرف سے ہی شروع کیا جائے ،نہ کہ بائیں طرف سے، کیونکہ اگر بائیں طرف سے شروع کیا جائے تو اس کا مطلب ہوا کہ انگریزی ترجمہ اصل ہے اور عربی متن قرآن اس کے تابع ہے۔

۲۰ قرآن پاک کے حاشیہ پر لکھی ہوئی وہ ہدایات جو تلاوت سے متعلق ہیں اگر ان کو اردو میں لکھ دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

————*